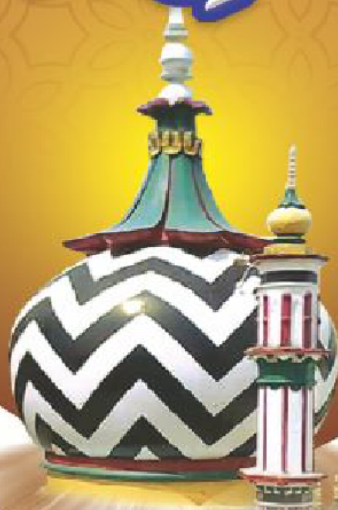
جون 2023ء ذوالقعدہ ۱۴۴۴ھ

ماہنامہ

# جہانِ رضا

لاہور







بیاد

مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان قادری

- فتح مکہ اسباب اور نتائج
- مصطفوی نظامِ معیشت
- اسلام کا فلسفۂ زکوٰۃ
- بگڑے ہوئے معاشرے کی ایک خاص عادت
- مختار ثقفی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا
- مودودی کے عقائد و نظریات
- اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور فکر حقوق العباد
- اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ کا درود شریف پڑھنے کا منفرد انداز



اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہٗ کے افکار کا حقیقی و تحقیقی ترجمان

ماہنامہ

# جہانِ رضا

لاہور

شمارہ 275/ جون ۲۰۲۳ / ذوالقعدہ ۱۴۴۴ھ جلد ۳۱

بیاد

مجدد دین و ملت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ

بانی مجلس رضا حکیم اہلسنّت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

بانی ماہنامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

ایڈیٹر

پروفیسر سید محمد سرفراز قادری رضوی

محمد منیر رضا قادری رضوی عفی عنہ

مجلس رضا مرکزی

MARKAZI MAJLIS

فہرست



خط و کتابت ترسیل زر اور ملنے کا پتا

مسلم کتابوی

داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

0321-4477511
042-37225605

Email:muslimkitabevi@gmail.com

زرتعاون فی پرچہ -/50 روپے

سالانہ چندہ بذریعہ ڈاک -/800

# فتح مکہ کے اسباب اور نتائج

ہجرت کے آٹھویں سال رَمضانُ المبارَک کے مہینے میں آسمان وزمین نے ایک ایسی فتح کا منظر دیکھا کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔

اس فتح کا پس منظر وسبب کیا تھا اور نتائج کیا رونما ہوئے اس کا خلاصہ ملاحظہ کیجئے۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بعثت واعلانِ نبوت کے ساتھ ہی مکۂ مکرمہ کے وہ لوگ جو آپ کو صادق وامین، شریف، محترم، قابلِ فخر اور عزت وکرامت کے ہر لقب کا اہل جانتے تھے یک لخت آپ کے مخالف ہو گئے۔

انہیں دینِ اسلام کے پیغام پر عمل پیرا ہونے میں اپنی سرداریاں کھو جانے کا ڈر ہوا، انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ اگر آج رسولِ خدا کی پُکار پر لبّیک کہہ دیں تو 14 صدیاں بعد۔ تو کیا قیامت تک صحابیِ رسولِ آخرُ الزّماں کے عظیم لقب سے جانے جائیں گے، ہر کلمہ گو انہیں رضی اللہُ عنہم کہہ کر یاد کرے گا، قراٰن (وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى) اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا: کا مُژدہ سنائے گا، بہرکیف یہ ان کے نصیب میں ہی نہ تھا، (جن کے مقدر میں تھا انہوں نے لبّیک بھی کہا) اور پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مخالفت کرنے والوں کے ہاتھوں طرح طرح کی اذیتیں اٹھائیں، لیکن صبر واستقامت کا دامن تھامے رکھا، جب کفارِ مکہ کا ظلم وستم ساری حدیں پار کر گیا اور اللہ کریم نے بھی اجازت دے دی تو مسلمان مکۂ مکرمہ سے مدینۂ منورہ ہجرت کر گئے تاکہ آزادی کے ساتھ اپنے ربِّ کریم کی عبادت کریں۔ لیکن افسوس کہ کفارِ مکہ پھر بھی باز نہ آئے اور مسلمانوں کو مدینۂ منورہ میں بھی اذیت دینے کے درپے رہے، ان کی انہی کارستانیوں کے سبب غزوۂ بدر، اُحُد، خندق اور کئی سرایا کا وقوع ہوا، وقت گزرتے گزرتے ہجرت کا چھٹا سال آ گیا، مسلمان مکۂ مکرمہ میں بیتُ اللہ شریف کی زیارت کے لئے بے قرار تھے، چنانچہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم 1400 صحابۂ کرام کی ہمراہی میں ادائیگی عمرہ کے لئے مکۂ مکرمہ کی جانب روانہ ہوئے، کفارِ مکہ نے پھر جفا کاری سے کام لیا اور پُرامن مسلمانوں کو مکۂ مکرمہ میں

داخل ہونے سے منع کر دیا، بالآخر طویل مذاکرات کے بعد ایک معاہدہ طے پایا جسے صلح حدیبیہ کا نام دیا گیا۔ ظاہری طور پر اس معاہدہ کی اکثر شرائط مسلمانوں کے حق میں بہت سخت تھیں لیکن اللہ تعالیٰ کے کاموں میں حکمت ہے اور رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اسی کے بھیجے ہوئے حکیمِ کائنات ہیں، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سب شرائط منظور فرمالیں، ان شرائط میں یہ بھی تھا کہ فریقین دس سال تک جنگ موقوف رکھیں گے، اس کے ساتھ ساتھ معاہدے میں ایک بات یہ طے پائی کہ عرب کے دیگر قبائل کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ دونوں فریقوں میں سے جس کے ساتھ چاہیں باہمی امداد کا معاہدہ کرلیں۔ عرب کے دو قبیلے خزاعہ اور بنوبکر آپس میں دشمن تھے اور ان میں بہت عرصے سے لڑائیاں جاری تھیں۔ صلح حدیبیہ کے بعد قبیلہ خزاعہ مسلمانوں کا دوست بن گیا اور بنوبکر نامی قبیلے نے قریش کے ساتھ اتحاد کرلیا۔ اب چونکہ صلح کے معاہدے کی وجہ سے مسلمانوں کی طرف سے حملے کا کوئی امکان نہیں تھا اس لئے بنوبکر کی ایک شاخ بَنُو نُفاثہ نے موقع غنیمت جانتے ہوئے کفارِ قریش کے ساتھ مل کر بنوخزاعہ پر اچانک حملہ کر دیا۔ [1] یہ واضح طور پر صلح حدیبیہ کے معاہدے کی خلاف ورزی تھی جس میں بنوخزاعہ کو کافی جانی نقصان اٹھانا پڑا۔ اس واقعے کی خبر جب رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ہوئی تو آپ نے قریش کی طرف پیغام بھیجا کہ تین شرطوں میں سے کوئی ایک شرط قبول کرلیں: (1) خزاعہ کے مقتولین کا خون بہا (یعنی ان کے قتل کا بدلہ) دیں (2) بنونفاثہ کی حمایت سے دست بردار ہو جائیں (3) اعلان کردیں کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا۔ قرطہ بن عمر نے قریش کا نمائندہ بن کر کہا کہ ہمیں صرف تیسری شرط منظور ہے۔ [2] 10 رمضان المبارک 8 ہجری کو نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دس ہزار کا لشکر لے کر مکے کی طرف روانہ ہو گئے۔ مکہ شریف پہنچ کر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ رحمت بھرا فرمان جاری کیا کہ جو شخص ہتھیار ڈال دے گا اس کے لئے امان ہے، جو شخص اپنا دروازہ بند کرلے گا اس کے لئے امان ہے، جو مسجدِ حرام میں داخل ہوجائے گا اس کے لئے امان ہے۔ مزید فرمایا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوجائے

اس کے لئے بھی امان ہے۔[3] پھر آپ صلَّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے کعبۂ مقدّسہ کو بتوں سے پاک فرما کر کعبہ شریف کے اندر نفل ادا فرمائے، اور باہر تشریف لا کر خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد کفارِ قریش سے ارشاد فرمایا: بولو! تم کو کچھ معلوم ہے کہ آج میں تم سے کیا معاملہ کرنے والا ہوں؟

کفار، آپ صلَّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی رحمت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے بولے: اَخٌ کَرِیْمٌ وَّابْنُ اَخٍ کَرِیْمٍ آپ کرم والے بھائی اور کرم والے بھائی کے بیٹے ہیں۔

نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی رحمت جوش میں آئی اور یوں فرمایا: لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ فَاذْھَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَآءُ آج تم پر کوئی الزام نہیں، جاؤ تم آزاد ہو۔ بالکل غیر متوقع طور پر یہ اعلان سُن کر کفار جوق در جوق دائرۂ اسلام میں داخل ہونے لگے۔[4]

اس عام معافی کا کفار کے دلوں پر بہت اچھا اثر پڑا اور وہ آ آ کر آپ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کرنے لگے، فتحِ مکہ کے روز دو ہزار افراد ایمان لائے تھے۔[5]

حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہُ عنہ سردارانِ قریش میں سے تھے۔ پہلے اس خوف سے اپنے گھر میں بند ہو گئے تھے کہ کہیں مجھے قتل نہ کر دیا جائے کیونکہ حالتِ کفر میں انہوں نے اسلام کی بہت زیادہ مخالفت کی تھی۔ انہوں نے اپنے بیٹے جو مسلمان تھے، ان کے ہاتھ سرکار صلَّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں امان کا پیغام بھیجا تو آقا صلَّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے انہیں امان عطا فرما دی اور اس کے بعد وہ ایمان لے آئے۔[6] حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی السرح رضی اللہُ عنہ یہ بھی قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ حضرت سیّدُنا عثمان بن عفان رضی اللہُ عنہ کے رضاعی بھائی تھے۔ یہ پہلے اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گئے تھے، اس لئے یہ حکم جاری کیا گیا تھا کہ جہاں ملے قتل کر دیا جائے۔ حضرت عثمان انہیں لے کر سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ان کے لئے امان طلب کی، سرکار صلَّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے انہیں امان عطا فرمائی اور بیعتِ اسلام لے لی، یوں یہ بھی مسلمان ہو گئے اور ایسے زبردست مسلمان ہوئے کہ پھر کوئی

ایسی بات ان سے سرزد نہیں ہوئی جوان کے دین کو داغدار کرے۔[7] حضرت سیّدُ نا امیر معاویہ اور ان کے والدِ محترم حضرت سیّدُ نا ابوسفیان رضی اللہُ عنہم سمیت کئی اہم شخصیات فتحِ مکہ کے موقع پر دائرۂ اسلام میں داخل ہوئیں، جن میں سے چند نام یہ ہیں: حضرت ابو قحافہ، حضرت حکیم ابن حزام، حضرت جبیر ابن مُطعِم، حضرت عبدالرحمٰن ابن سَمُرہ، حضرت عتّاب بن اَسِید، حضرت عتّاب بن سُلَیم اور حضرت عبداللہ بن حکیم رضی اللہُ عنہم۔[8]

اللہ پاک اپنے پیارے حبیب فاتحِ مکہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حُسنِ اخلاق کے صدقے ہمیں بھی بااخلاق بنائے اور دنیا و آخرت میں اس خُلقِ عظیم والے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا سایۂ رحمت عطا فرمائے اٰمین۔

(فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، اسپیشل پرسنز ڈپارٹمنٹ، دعوتِ اسلامی)

## حوالہ جات


[1] مدارج النبوۃ، 2/281

[2] شرح الزرقانی علی المواہب، 3/384

[3] معرفۃ السنن والآثار للبیہقی، 13/293، 294، حدیث: 18231، 18236

[4] بخاری، 1/156، حدیث: 397، سبل الھدیٰ والرشاد، 5/242

[5] امتاع الاسماع، 8/388

[6] المغازی للواقدی، 2/846، 847

[7] المغازی للواقدی، 2/856

[8] اسد الغابۃ، 3/602، سیر اعلام النبلاء، 3/217، 575، 576، 4/233، 267




# مصطفوی نظام معیشت! انقلاب آفریں

## اثرات اور خصوصیات کا علمی جائزہ

غلام مصطفیٰ رضوی (نوری مشن مالیگاؤں)

مسلمانوں کے معاشی مسائل کا تصفیہ ''مصطفوی نظام معیشت'' پر عمل درآمد میں ہے۔

دُنیا کا نظام تبدیل ہوتا رہتا ہے، جو عہد کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا، اسی لیے وقت کے ساتھ ساتھ ان میں تبدیلی لازمی ہے۔ اسلام نے فطری تقاضوں کو پورا کیا۔ یہ اسلام کا نظام ہے، مصطفوی نظام ہے، جس میں ہر زمانے کی رعایت ہے۔ زمانہ بدلے۔ حالات پلٹا کھائیں۔ دُنیا مختلف مسائل سے دوچار ہو لیکن اسلامی نظام کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ نظامِ مصطفوی ہی نظامِ اسلام ہے۔ جس کی ہر عہد کو ضرورت ہے۔ ہر خطے کو ضرورت ہے۔ شرقین وغربین اسی نظام کے محتاج۔ یہ نظام! نظامِ الٰہی ہے۔ بقول پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد:

''معاشرہ ایک نقطے سے پھیل کر کہاں سے کہاں پہنچ چکا ہے...... سارا عالم زندگی کی جلوہ گاہ بن چکا ہے...... اس مرحلے پر ایک ایسے نظامِ معیشت اور ایک ایسے دستورِ حیات کی ضرورت ہے جو معاشرے کے ہر فرد کی ضرورت پوری کرتا ہو......'' (مصطفوی نظامِ معیشت، مطبوعہ نوری مشن مالیگاؤں ۲۰۲۲ء)

اور وہ نظام ''مصطفوی نظامِ معیشت'' ہے۔ جس نے دُنیا کو انسان کی غلامی سے نجات بخشی۔ جلوہ گاہِ حیات میں اسی نظام کی کرنیں چھائی ہوئی ہیں۔ جن مذاہب نے اس نظام سے روگردانی کی وہ دُنیا کے لیے مسائل کا سبب بنے۔ تباہی وبربادی کا موجب بنے۔ اسی پہلو کو واضح کرتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد لکھتے ہیں:

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو نظامِ معیشت دیا ہے وہ انسانوں کے ہر طبقے کے لیے ہر حال میں ہر زمانے میں یکساں طور پر قابلِ عمل ہے اور موٴثر ومفید ہے...... گویا یہ نظام ایسا

جامع ہے جو زمانے پر حاوی ہے......زمانہ اس پر حاوی نہیں کیوں کہ زمانہ جس نظام پر حاوی ہوتا ہے وہ بدلتا رہتا ہے......لیکن زمانے کا عمل اور زمانے کی رفتار دُنیا کے دوسرے دساتیر کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے نظامِ حیات کو باطل نہ کر سکی...... بلکہ جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے اس نظام کی حقانیت اور افادیت ظاہر ہوتی جاتی ہے......'' (نفس مصدر)

انھیں وجوہ سے دُنیا کی تمام باطل قوتیں اسلام سے خوف زدہ ہیں۔ تمام آمرانہ شوکتیں اسلام سے لرزا براندام ہیں۔ تمام ظالمانِ عصر اور اقدارِ باطل اسلام کو اپنا حریف سمجھتے ہیں۔ لیکن! پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا!

آج دُنیا مختلف معاشی نظام سے دوچار ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام انسانیت کو جکڑتا جا رہا ہے۔ دولت چند ہاتھوں میں منجمد ہو رہی ہے۔ غریب! غریب تر اور امیر! امیر تر ہو رہا ہے۔ فطری نظام سے بغاوت نے دُنیا میں معاشی بحران پیدا کر دیا ہے۔ چند آمرینِ زمانہ چاہتے ہیں کہ جملہ وَسائل پر انھیں کا قبضہ ہو۔ ایسے حالات میں کامیابی و کامرانی اور نجات صرف مصطفوی نظام میں ہے۔ اسی عنوان سے منسلک دو اشاعتیں نوری مشن مرکزی مجلس رضا لاہور سے پہلے ہی چھپ چکی ہیں۔

۱- تدبیر فلاح و نجات و اصلاح (از اعلیٰ حضرت)

۲- اعلیٰ حضرت مجدد علم معاشیات (پروفیسر عبدالمجید صدیقی)

پیشِ مطالعہ کتاب ''مصطفوی نظامِ معیشت'' کا مطالعہ اِن نتائج کو اُجاگر کرتا ہے:

[۱] جو نظام جبر و استبداد کے ذریعہ نافذ کیا جائے اس کو نہ دوام حاصل ہو سکتا ہے اور نہ مقبولیت......حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو نظامِ معیشت لائے اس کو جبراً نافذ نہیں فرمایا بلکہ افکار و خیالات میں انقلاب برپا کر کے آپ نے اس نظام کو ایسا دل پذیر بنا دیا کہ لوگ ہر طرف سے ٹوٹ پڑے......

[۲] حاکم و افسر کا خوف جلوتوں میں افراد کو قابو میں رکھ سکتا ہے، خلوتوں میں نہیں......اللہ

کا تصوّر ہی ایک ایسا عظیم تصوّر ہے جو خلوتوں اور جلوتوں میں انسان کی نگہبانی کرتا ہے اور ایک متوازن معیشت کے قیام میں مددگار ثابت ہوتا ہے......

[۳] وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا [سورۂ ھود:۶/۱۱]

(ترجمہ) اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمۂ کرم پر نہ ہو۔

[٤] حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مال کی محبت کو انسانی رذائل میں سب سے بُری خصلت قرار دیا، دورِ جدید میں جرائم کی کثرت اسی مال کی محبت کی وجہ سے نظر آتی ہے......

[۵] قرآن کریم نے مومن کی نشانی یہ بتائی کہ نہ صرف یہ کہ وہ خود غریبوں اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی کھلانے کی ترغیب دیتا ہے اور جو ایسا نہیں کرتا قرآن کی نظر میں درحقیقت دین کی تکذیب کرتا ہے اور اسلام کے نظامِ معیشت سے رُوگردانی کرتا ہے۔

[٦] حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اصل اہمیت مال کو نہیں بلکہ انسان کو دی جس نے معیشت میں ایک انقلاب برپا کیا، آپ نے دولت کو انسان کی خادمہ قرار دیا اور خود جس انداز سے آپ کے اہلِ بیت اور صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے غریبوں، مسکینوں اور اَسیروں کے ساتھ سلوک کیا اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آپ کے نزدیک دولت وہی دولت ہے جس سے انسان کی معیشت کی فلاح واصلاح ہو......

[۷] حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے احترامِ انسانیت کا درس دیا...... جب تک اس انسان کا احترام نہ کیا جائے جس سے نظامِ معیشت وابستہ ہے، نظام مؤثر نہیں ہوسکتا...... حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انسان کو انسان کا بھائی بنایا......

[۸] مالِ غنیمت کے پانچویں حصے میں یتیموں، محتاجوں، مسافروں کا حصہ رکھا اور اس طرح ان کی معیشت کو سدھارا۔

[۹] حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غربا، مساکین کے لیے زکوٰۃ کی صورت میں ایک مُستقل ذریعہ آمدنی متعین فرمایا۔ زکوٰۃ کو اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک اہم رُکن قرار دیا،

[۱۰] حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انسانی معیشت کو خاص اہمیت دی......اسلام کے ارکانِ پنجگانہ کا کسی نہ کسی طرح سے نظامِ معیشت سے تعلق نظر آتا ہے اور بہت گہرا......

[۱۱] علم ایک عظیم معاشی قوت ہے جس کے ذریعے عالمی معاشیات نے وہ جست لگائی کہ دُنیا دیکھ دیکھ کر حیران ہوئی جاتی ہے......مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ فرما کر......''مہد سے لحد تک علم حاصل کرو''......معاشی فلاح کا ایک عظیم نکتہ بیان فرما دیا اور ایک انقلابی تصوّر عطا فرمایا۔

[۱۲] حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ظالمیت و مظلومیت سے پاک معیشت کو پیش کیا اسی لیے سود کو حرام کیا کہ سود لینے دینے میں ایک ظالم ہوتا ہے اور دوسرا مظلوم......

[۱۳] حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسراف و تبذیر سے منع فرما کر معیشت کو ممکنہ ابتری سے بچایا اور ایک خوشحال معیشت کے لیے نہایت ہی مفید اصلاح فرمائی۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ مصطفوی نظامِ معیشت پر عمل کیا جائے تاکہ مغرب کے مفسد نظام کی فتنہ سامانیوں سے بچا جا سکے۔قومی معاشی ترقی کی تدابیر سے مسلم معاشرے کو مستحکم بنایا جا سکے۔ اسی کی ترغیب علما و حکماے اسلام نے دی۔اسی کی ترغیب ''کفل الفقیہ الفاھم'' اور ''تدبیر فلاح و نجات و اصلاح'' میں اعلیٰ حضرت نے دی اور مصطفوی نظامِ معیشت کی تشریح و توضیح فرمائی۔



# اسلام کا فلسفۂ زکوٰۃ

اشرف العلماء مفتی محمد مجیب اشرف علیہ الرحمۃ

اسلام نے ایک مہذب اور فطری مذہب ہونے کی حیثیت سے بنی نوع انسان کی ہمیشہ رہنے والی اُخروی اور روحانی زندگی کو کامیاب اور بہتر سے بہتر بنانے کے لیے اصلاحی اور تربیتی پروگرام کے تحت جن اُصول وضوابط اور آئین وقوانین کو مرتب فرما کر دُنیا والوں کے سامنے پیش کیا ہے اُن کی اچھائی، اُن کے معیار کی بلندی اور انسانی زندگی سے ہم آہنگی

اپنی جگہ مسلم اور اٹل ہے، اور یہ ناقابل انکار حقیقت ہر منصف مزاج، ذی شعور، سلیم الطبع اور صاحب بصیرت پر روشن ہے۔

لیکن چوں کہ اسلام دیگر مذاہب کی طرح صرف روحانی اور خالص مذہبی تحریک نہیں ہے اور نہ وہ صرف روحانی اقدار ہی کو بلند کرنے کے لیے آئین وقوانین مرتب کرتا ہے بلکہ اسلام کی حیثیت عظیم الشان باامن انقلابی تحریک کی بھی ہے۔اسی لیے اس کا مرتب کردہ ضابطۂ حیات جس طرح انسان کی دینی اور روحانی زندگی کے لیے مفید اور اس کے ہر گوشے پر حاوی ہے اسی طرح کی دُنیوی اور مادی زندگی کے لیے بھی مفید اور کارآمد ہے۔جس کی نظیر دُنیا کے کسی مذہب اور تحریک میں نہیں ملتی اور نہ آیندہ مل سکے گی۔

اسلام نے دُنیا کی عظیم ترین باامن انقلابی تحریک ہونے کی حیثیت سے بنی نوع انسان پر جو زبردست اور ناقابلِ فراموش احسانات کیے ہیں ان کا دائرہ اتنا وسیع اور پھیلا ہوا ہے کہ صرف ان کا تذکرہ اور احاطہ کرنا دُشوار ہے، اور یہ بات اس لیے بھی درست اور قابل تسلیم ہے کہ اسلام اپنے ماننے والوں پر اس بات کو واجب اور ضروری گردان کر انھیں ذمہ دار بنا دیا ہے کہ ان کی زندگی کا ہر شعبہ اور ہر پہلو مذہب کے ماتحت ہو۔اسی لیے فرزندانِ اسلام کے تمام تاریخی کارنامے بھی اسلام کے ان اصلاحی کارناموں کے حدود اور دائرے میں آجاتے ہیں جنھیں اسلام اور مسلمانوں کے مخالفین عالم انسانیت پر اسلام کے احسانات تسلیم کرتے ہیں۔

تاریخِ عالم اس بات پر گواہ اور شاہد عدل ہے کہ اس مہذب دُنیا نے اسلام اور مسلمانوں سے کیا کیا فائدے حاصل کیے ہیں۔آج جہاں کہیں بھی تہذیب وتمدن، علوم و فنون، شایستگی ومتانت، سنجیدگی ودیانت، مساوات واخوت اور باہمی ہمدردی ومروت کی روشنی یا جھلک پائی جاتی ہے وہ اسلام ہی کی کرشمہ سازیوں کا لازمی نتیجہ اور اثر ہے۔یوں ہی جمہوری نظام اور بین الاقوامی تعلقات کی بنیاد اسلام نے رکھی۔نیز اسلام ہی نے اقتصادی اور معاشی نظام کو بالکل واضح اور مکمل شکل میں سب سے پہلے پیش کیا ہے اور اب تو غیر مسلم

بھی اسلام کی افادی حیثیت کی تحقیقات کرنے کے بعد قدم قدم پر اقرار کرتے جارہے ہیں کہ علمی، تہذیبی، اخلاقی، تعمیری اور ترقیاتی سرمایہ جو دُنیا کے پاس ہے وہ اسلام کا عطا کردہ ہے اور دراصل حقیقت بھی یہی ہے۔ کیوں کہ اسلام کی تشریف آوری ایسے نازک وقت اور پُرخطر ماحول میں ہوئی ہے کہ اس وقت تمام پرانی تہذیبیں مٹ چکی تھیں، یا فرسودگی کی چادر میں منہ چھپائے سسک سسک کر دَم توڑ رہی تھیں۔ اسلام نے ان کی روح کے ساتھ مسیحائی کا کام اور ان اچھائیوں اور خوبیوں کو اپنے ذاتی محاسن سے وابستہ کرکے دُنیا والوں کے سامنے تہذیب وتمدن کا وہ اعلیٰ معیار پیش کیا جو اپنی مثال آپ ہے اور جس پر آج پوری مہذب دُنیا کی بنیاد قائم ہے۔

مشہور یورپی مفکر سر ولیم میور لکھتا ہے:

''ہم بڑی فراخ دلی سے اقرار کرتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے ماننے والوں میں خدا کی توحید کا سچے دل سے اقرار موجود ہے۔ اسلامی تعلیم کے ذریعے اخلاقی نیکیوں میں اضافہ ہوا۔ ایمان کے دائرے کے اندر برادرانہ محبت کی تلقین کی گئی، یتیموں اور بیواؤں کی حفاظت اور بے کسوں و بے بسوں کی خاطر داری کے ساتھ ان کے حقوق کا تعین ہوا۔ نشہ آور چیزوں کی ممانعت ہوئی غرض کہ اسلام ایسے اعلیٰ کردار اور اُصول پر فخر کرسکتا ہے جس کی دوسرے مذہب کو خبر تک نہیں ہے۔''

نامور فرانسیسی مؤرخ موسیو سیلا یو یورپ پر مسلمانوں کے احسانات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''اگر مسلمان اسپین میں نہ آتے تو نہ جانے کتنی مدت تک پورا یورپ جہالت کی تاریکیوں میں مبتلا رہتا۔ اہلِ یورپ کو مسلمانوں کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ انھوں نے اسپین میں علم کی شمع روشن کرکے یورپ کے لیے علوم وفنون کا دروازہ کھول دیا۔ انگلستان، جرمنی، اٹلی، فرانس اور دیگر یورپین ممالک کو علم کی روشنی سے منور کردیا۔''

اسلام کی احسان مندی کا یہ مفید اور حیات آگیں سلسلہ زمانۂ ماضی میں ہی اختتام پذیر نہیں ہوکر رہ جاتا۔ بلکہ آج بھی اور رہتی دُنیا تک اسلام کے وسیع دامن رحمت میں ایسے

بے شمار جواہر ریزے پائے جاتے ہیں اور پائے جائیں گے، جو انسانیت کی ثروت مندی اور تاب ناکی میں بے پناہ اضافہ کر کے چار چاند لگا سکتے ہیں۔

مثال کے طور پر موجودہ زمانہ کی اقتصادی اور معاشی کشمکش اور اس کے شدید ترین الجھاؤ کو مد نظر رکھیے، پھر اس کے بعد تاریخِ عالم کا بغور مطالعہ کیجیے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی کہ اقتصادی اور معاشی کشمکش نے آج جو پُرفتن اور خطرناک صورت اختیار کر لی ہے۔ اس سے پہلے کسی قرن کسی دور میں بھی نہیں تھی۔ اس وقت دُنیا میں جس طرف نظر ڈالیے سرمایہ داروں اور مزدوروں کے درمیان عملی یا ذہنی کشمکش ضرور نظر آئے گی۔ اس سے شاید ہی دُنیا کا کوئی ملک خالی ہو، اور اسلامی تاریخ میں تو اس کشمکش اور اُلجھاؤ کا نام ونشان تک نہیں ملتا۔ اسلامی تاریخ میں اس کشمکش کے نہ ملنے کا واحد اور اولین سبب یہ ہے کہ اسلام نے اقتصادی اور معاشی نظام کی اہمیت اور اس نظام کی خرابی کے تباہ کن اثرات اور خطرناک نتائج کو خوب اچھی اور پوری طرح محسوس کر لینے کے بعد اس نے ایک ایسا مکمل اور مضبوط اقتصادی اور معاشی نظام مرتب فرمایا، جس میں نہ تو سرمایہ داری کے لیے کوئی جگہ باقی ہے اور نہ مزدوروں، محنت کشوں، ناداروں اور غریبوں کے ساتھ ناانصافی اور حق تلفی کا کوئی امکان موجود ہے۔

آج انسان ایورسٹ کی سر بہ فلک چوٹی کو اپنے قدموں سے روند کر اپنی عظمت کا اعلان کر چکا ہے۔ خلائی سفر کے لیے راستہ ہموار کر کے دُنیائے سائنس میں ایک نیا باب کھول دیا ہے۔ چاند کی دُنیا میں پہنچنے کی آرزو میں اپنے آہنی عزم واستقلال پر دادِ تحسین حاصل کر چکا ہے۔ باوجود اس کے اقتصادی اور معاشی کشمکش انسان کے لیے مستقل اُلجھن اور شدید ترین مصیبت بنی ہوئی ہے، اور اس سے بہت سی برائیاں اور فتنے پیدا ہو رہے ہیں، اور روز بروز ان میں اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ انھیں برائیوں اور فتنوں کی روک تھام کے لیے ''شوشلزم'' اور ''کمیونزم'' وغیرہ تحریکوں نے جنم لیا۔

اس وقت دُنیا میں ''کمیونزم'' اور ''شوشلزم'' کو بہترین اقتصادی اور معاشی تحریکات

اور سرمایہ داری کا بدترین مخالف سمجھا جاتا ہے، اور بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام کمیونزم اور شوشلزم کا حامی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام کا نظام موجودہ کمیونزم اور شوشلزم سے بالکل مختلف اور الگ ہے۔ ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

کیوں کہ اسلام کے نظام اقتصادیات و معاشیات میں یہ بات خصوصیت کے ساتھ موجود ہے کہ وہ بغیر کسی کو نقصان پہنچائے سب کو فائدہ پہچانے پر زور دیتا ہے۔ وہ ''حق بہ حق دار رسید'' کا حامی ہے۔ اسی لیے اس نے شخصی مفاد کو نظر انداز نہیں کیا ہے بلکہ اس کو پوری طرح برقرار رکھا ہے، تاکہ ظلم اور ناانصافی کو راہ یابی کا موقع نہ مل سکے۔ نیز اسلام ہر شخص کو زیادہ سے زیادہ سرمایہ پیدا کرنے کا پورا پورا مجاز اور اختیار بخشتا ہے، لیکن دولت کی فراہمی کے لیے وہ ناجائز وسائل و ذرائع کی سخت مخالفت اور مذمت کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام نے سرمایہ داری کے سب سے بڑے اور موثر وسیلہ ''سود'' کو سرے سے ہی حرام قرار دیا ہے۔ اور دوسرے جائز وسائل سے جمع کی ہوئی دولت پر زکوٰۃ مقرر کر کے براہِ راست زر اندوزی پر ایک ایسی کاری ضرب لگائی ہے کہ ''سانپ بھی مر گیا اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹی''

پھر اسلام سرمایہ داروں کو اصطلاحی طور پر مالکِ سرمایہ ضرور تسلیم کرتا ہے اور ان کو اپنے کمائے ہوئے سرمایہ سے جائز طور پر بھرپور فائدہ حاصل کرنے کا حق دار بھی گردانتا ہے۔ لیکن درحقیقت انھیں امین (سے) زیادہ حیثیت نہیں دی ہے، یعنی جس طرح ایک امین محض اپنی مرضی سے بغیر مالک کی اجازت کے امانت میں کسی قسم کے تصرف کا قطعاً کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ اسی طرح ایک سرمایہ دار اسلامی اُصول کے خلاف اپنی دولت کو ہرگز ہرگز خرچ نہیں کر سکتا، اگر کرتا ہے تو وہ خائن اور مجرم ہے۔ اس طرح دولت کو مرضیِ الٰہی کے خلاف من مانی طور پر خرچ کرنے سے روک کر انسان کو بہت سی برائیوں اور فتنوں سے بچا لیا گیا ہے۔ پھر دولت کو خرچ کرنے کے لیے کچھ مصارف مقرر کر دیے ہیں۔ جن کی وجہ سے کوئی دولت مند مسلمان سرمایہ داری کی لعنت میں مبتلا ہی نہیں ہو سکتا۔ اس طرح سے قومی

دولت ہمیشہ گردش میں رہتی ہے۔ دولت کے کسی ایک فرد یا گروہ کے پاس جمع ہو جانے سے قومی اقتصادیات و معاشیات میں جو بد نظمی اور خلل پیدا ہو جاتا ہے۔ اسلامی سماج میں وہ بد نظمی ہرگز پیدا نہیں ہو سکتی۔

یہ بات ہمارے زمانے میں پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ کمیونزم اور شوشلزم وغیرہ اقتصادی تحریکیں جس مقصد کے لیے عالمِ وجود میں آئی تھیں انھیں اپنے مقصد میں خاطر خواہ کامیابی نہ ہو سکی اور بہت جلد اہلِ بصیرت پر ان کا نقص اور کھوکھلا پن ظاہر ہو گیا لیکن اسلام کا نظامِ اقتصادیات جس طرح آج سے چودہ سو برس قبل عوام وخواص کی خوش حالی، باہمی ہمدردی اور سماجی تعلقات کی استواری کا ضامن تھا، ٹھیک اسی طرح اس ترقی یافتہ دور میں بھی عوام کی زندگی کو خوش حال اور طبقۂ اعلیٰ و اسفل کے مابین ذہنی اور عملی کشمکش کو دور کر کے باہمی تعلقات کو استوار کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

ایک یورپین مفکر اسی حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''دُنیا اگر اقتصادیات ومعاشیات پر کسی نظام سے بآسانی قابو پاسکتی ہے تو وہ صرف اسلام کا پیش کردہ مکمل نظامِ اقتصادیات ہے۔''

اس متعصّبانہ دور میں جب کہ اغیار اسلامی اُصول کی سچائی اور افادیت کا قدم قدم پر اقرار واعتراف کرتے ہیں اور دُنیا والوں کی فلاح و بہبود کا اسے ضامن یقین کرتے ہیں نیز انھیں اُصولوں پر چلنے کی وہ دعوت بھی دیتے ہیں۔ تو ہم مسلمان کہیں زیادہ اس کے مستحق ہیں کہ اپنے مذہب کے ہر چھوٹے بڑے اُصول پر سب سے پہلے عمل پیرا ہوں، کاش کہ مسلمان کی عملی زندگی اسلام کا آئینہ دار ہوتی۔

'زکوٰۃ' اسلام کا وہ اہم رکن ہے جس میں دین ودُنیا کی برکتیں اور بھلائیاں پوشیدہ ہیں، زکوٰۃ دینے سے انسان میں ایثار وقربانی اور ہمدردی ومروت کے جذبات اور مستحقین کے حقوق کی ادائیگی کا خیال اور احساس پیدا ہوتا ہے، غرور ونخوت کی لعنتوں سے اس کا دامنِ حیات پاک ہو جاتا ہے، یہ وہ اوصاف ہیں جن پر اخلاقیات کی بنیاد قائم ہے نیز یہی

انسان کے اصلی جوہر بھی ہیں اور دوسرے یہ کہ اُخروی سعادتوں کے علاوہ زکوٰۃ دینے سے دنیوی عزت و وجاہت اور عوام کی پوری پوری ہمدردی بھی حاصل ہوتی ہے، مولیٰ تعالیٰ ہر صاحبِ استطاعت کو توفیق بخشے کہ وہ پوری دیانت اور ایمان داری سے ہر سال اپنی پاک کمائی کا چالیسواں حصہ راہِ خدا میں خرچ کر کے اپنے قوم و سماج کی فلاح و بہبودی اور ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے اور عند اللہ خیرِ کثیر اور اجرِ عظیم کا مستحق ہے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین!



# بگڑے ہوئے معاشرے کی ایک خاص عادت

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک لومڑ کی دُم پہ پتھر آ گرا، دُم کٹ گئی۔

ایک دوسرے لومڑ نے جب اسے دیکھا تو پوچھا۔۔۔!

یہ تم نے اپنی دُم کیوں کاٹ لی؟

دُم کٹا لومڑ بولا: اس سے بڑی خوشی و فرحت محسوس ہوتی ہے، ایسے لگتا ھے کہ جیسے ہواؤں میں اڑ رہا ہوں۔

واہ۔۔۔!! کیا تفریح ہے۔۔۔۔!

بالآخر گھیر گھار کر اس دوسرے لومڑ کو اس نے دُم کاٹنے پر راضی کر ہی لیا۔

دوسرے لومڑ نے جب یہ دُم کٹائی کی مہم سر کر لی تو بجائے سکون کے شدید قسم کا درد محسوس ہونے لگا۔۔۔!! پوچھا میاں۔۔۔!! جھوٹ کیوں بولا مجھ سے؟

پہلا لومڑ پہلا کہنے لگا جو ہوا سو ہوا۔۔۔!

اب اگر تم نے درد کی یہ داستان دوسرے لومڑوں کو سنائی تو انہوں نے دُمیں نہیں کٹوانی اور پھر ہم دو دُم کٹوں کا مذاق بنتا رہے گا۔۔۔!

بات سمجھ میں آئی تو یہ دونوں دُم کٹے پوری برادری کو یہ خوش کن تجربہ کرنے کا کہتے

رہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ لومڑوں کی اکثریت دُم کٹی ہوگئی۔

اب حالت یہ ہوگئی یہ جہاں کوئی دُم والا لومڑ دکھائی دیتا اسکا مذاق اُڑایا جاتا۔۔۔!

سبق: جب بھی فساد عام ہو کر پھیل جاتا ہے تو بدکار نیکوکاروں کو انکی نیکی پہ طعنے دینے لگ جاتے ہیں اور احمق لوگ انکا مذاق اڑاتے ہیں۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

فرمایا: لوگوں پہ ایسا زمانہ آئے گا کہ مومن کو اسکے ایمان پہ ایسے ہی عار دلائی جائے گی جیسے کہ آجکل بدکار کو اسکی بدکاری پہ عار دلائی جاتی ہے۔

یہاں تک کہ آدمی کو طنزاً کہا جائے گا کہ

واہ بھئی۔۔۔! تم تو بڑے ایمان دار فقیہ بندے ہو۔۔۔!!

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے کیا نہیں کہا تھا: نکال دو لوط کو اور ان کے گھر والوں کو اپنی بستی سے۔۔۔!

! یہ بہت نیک بنے پھرتے ہیں۔

بگڑا ہوا معاشرہ جب نیکوکاروں میں کوئی قابلِ اعتراض بات تلاش نہیں کر پاتا تو انکی بہترین خوبی پہ ہی انکو عار دلانے لگ جاتا ہے۔۔!



# مختار ثقفی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور مرتد ہو کر مرا

مفتی راشد محمود رضوی مدظلہ

محترم قارئینِ کرام

مختار ثقفی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ میں مارا گیا۔ (مشکوۃ المصابیح حدیث نمبر 5993)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »فِي ثَقِيفٍ

كَذَّابٌ وَمُبِيرٌ« قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عِصْمَةَ يُقَالُ الْكَذَّابُ هُوَ الْمُخْتَارُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ وَالْمُبِيرُ هُوَ الْحَجَّاجُ بْنُ يُوسُفَ وَقَالَ هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ أَحْصَوْا مَا قَتَلَ الْحَجَّاجُ صَبْرًا فَبَلَغَ مِائَةَ أَلْفٍ وَعِشْرِينَ أَلْفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيّ۔

ترجمہ: روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ثقیف میں ایک جھوٹا ہوگا اور ایک ہلاک کرنے والا، عبداللہ ابن عصمہ نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ جھوٹا تو مختار ابن ابی عبید ہے اور ہلاک کرنے والا حجاج ابن یوسف ہے ہشام ابن حسان نے کہا کہ انہیں گنو جنہیں حجاج نے باندھ کر قتل کیا ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے۔(جامع ترمذی)

امام ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

بنی ثقیف میں مختار ابن عبید ابن مسعود ثقفی ہوا ہے جو واقعہ کربلا کے بعد شہداء کربلا کا بدلہ لینے کے بہانہ اٹھا لشکر عظیم اس کے ساتھ ہوگیا، اس نے عبداللہ ابن زیاد کو قتل کیا پھر دعویٰ نبوت کیا اور عبدالملک ابن مروان کے زمانہ میں مارا گیا۔

اسی مختار کی قبر کوفہ میں ہے رافضی شیعہ لوگ اس قبر کا بڑا احترام کرتے ہیں مگر یہ مرا ہے مرتد ہوکر۔

مختار کا باپ صحابی تھے، مختار ہجرت کے سال پیدا ہوا، ۷۲ بہتّر میں اسے مصعب ابن عمیر نے قتل کیا سولہ مہینے حکومت کی۔(مرقات المفاتیح،)

حجاج ابن یوسف بادشاہ عبدالملک ابن مروان کی طرف سے عراق اور خراسان کا حاکم تھا، یہ واسط میں ہلاک ہوا شوال 75 ہجری میں مرا عمر چون 54 سال ہوئی۔

جن مسلمانوں کو حجاج نے قتل کیا ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے اور جو مسلمان معرکہ جنگ میں شہید ہوئے ان کی تعداد پچاس ہزار ہے۔(اشعۃ المعات شرح مشکوٰۃ)

دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا ظالم ہوا ہو۔ اللہ کی پناہ۔

مشکوۃ المصابیح حدیث نمبر 5994 وَرَوَى مُسْلِمٌ فِي »الصَّحِيحِ«

حِينَ قَتَلَ الْحَجَّاجُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَتْ أَسْمَاءَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا »أَن فِي ثَقِيف كذابا ومبيرا« فَأَما الْكَذَّاب فَرَأَيْنَاهُ وَأَمَّا الْمُبِيرُ فَلَا إِخَالُكَ إِلَّا إِيَّاهُ وَسَيَجِيءُ تَمام الحَدِيث فِي الْفَصْل الثَّالِث۔

ترجمہ: مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی کہ جب حجاج نے عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو شہید کیا تو بی بی اسماء نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی کہ ثقیف میں ایک جھوٹا ہے اور ایک ہلاک کرنے والا جھوٹے کو تو ہم نے دیکھ لیا لیکن مہلک کو تو میں تجھے نہیں خیال کرتی مگر وہ ہی۔

مشكوة المصابيح حديث نمبر 5994 وَرَوَى مُسْلِمٌ فِي »الصَّحِيح« حِينَ قَتَلَ الْحَجَّاجُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَتْ أَسْمَاءَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا »أَن فِي ثَقِيف كذابا ومبيرا« فَأَما الْكَذَّاب فَرَأَيْنَاهُ وَأَمَّا الْمُبِيرُ فَلَا إِخَالُكَ إِلَّا إِيَّاهُ وَسَيَجِيءُ تَمام الحَدِيث فِي الْفَصْل الثَّالِث۔

ترجمہ: مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی کہ جب حجاج نے عبداللہ ابن زبیر کو قتل کیا تو بی بی اسماء نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی کہ ثقیف میں ایک جھوٹا ہے اور ایک ہلاک کرنے والا جھوٹے کو تو ہم نے دیکھ لیا لیکن مہلک کو تو میں تجھے نہیں خیال کرتی مگر وہ ہی۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق حضرت زبیر کی بیوی اور عبداللہ ابن زبیر کی والدہ عائشہ صدیقہ ام المؤمنین کی بہن ہیں رضی اللہ عنہم۔

مسیلمہ کذاب جس نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا بہت لوگوں کو گمراہ کیا آخر وحشی کے ہاتھوں خلافت صدیقی میں مارا گیا تو اریخ اس واقعہ سے بھری ہوئی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ظالم کا نام نہیں بتایا مگر تیرے کام بتا رہے ہیں کہ تو وہی ہے کہ تو نے امت رسول کو بہت ہی قتل کیا۔

وہابی نواب صدیق حسن خان لکھتا ھے:

یزید، حجاج اور مختار ثقفی فاسق اور منافق تھے۔ (مجموعہ رسائل جلد سوم صفحہ نمبر 119)

مختار ثقفی وہ انسان ہے جس کی بابت امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ میزان الاعتدال میں تحت الترجمہ مختار بن ابوعبید ثقفی لکھتے ہیں کہ یہ کذاب ہے، ایسے شخص سے کوئی بھی روایت نقل کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ نا صرف خود گمراہ شخص تھا بلکہ دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا تھا۔ یہ کہتا تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس پر نازل ہوئے تھے۔ (میزان الاعتدال جلد ششم تحت الترجمہ مختار بن ابوعبید ثقفی)

تفسیر ابن ابی حاتم میں جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 1379 میں قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ کی تفسیر کے تحت امام ابن ابی حاتم سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا صحیح سند سے قول لائے ہیں: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لابْنِ عُمَرَ: إِنَّ الْمُخْتَارَ يَزْعُمُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ قَالَ صَدَقَ فَتَلا هَذِهِ الآيَةَ: وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ۔

ترجمہ: ابواسحاق نے کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک بندے نے کہا کہ مختار اس غلط فہمی میں ہے کہ اس پر وحی آتی ہے، اس پر عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا مختار سچ کہہ رہا ہے اور ساتھ یہ آیت بھی پڑھی کہ شیاطین اپنے ساتھیوں پر وحی کرتے ہیں۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ مختار بن ابی عبید ثقفی پر لعنت کیا کرتے تھے امام ابو عبداللہ محمد بن اسحٰق بن العباس المکی الفاکہی علیہ الرحمہ (المتوفی 272ھ) روایت کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي طَالِبٍ قَالَ ثنا أَبُو الْمُنْذِرِ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُمَرَ قَالَ ثنا عِيسَى بْنُ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ إِنَّ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ قَامَ عِنْدَ بَابِ الْكَعْبَةِ يَلْعَنُ الْمُخْتَارَ بْنَ أَبِي عُبَيْدٍ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَبَا الْحَسَنِ لِمَ تَسُبَّهُ وَإِنَّمَا ذُبِحَ فِيكُمْ ﷺ فَقَالَ إِنَّهُ كَذَّابٌ عَلَى اللهِ تَعَالَى وَعَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: سیدنا امام محمد بن علی الباقر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی ابن

الحسین زین العابدین رضی اللہ عنہم (ایک دن) کعبہ کے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر مختار بن ابی عبید پر لعنت کر رہے تھے تو آپ (رضی اللہ عنہ) سے ایک مرد نے کہا: اے ابوالحسن (امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی کنیت) آپ کیوں اس پر سب کرتے ہیں جب کہ وہ آپ لوگوں کے لیے ہی تو ذبح (قتل) ہوا ہے؟

تو اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک وہ اللہ اور اس کے رسول گدائے در صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہت زیادہ جھوٹ بولتا تھا۔

(أخبار مكة في قديم الدهر وحديثه ج 1 ص 232 رقم الحدیث 426)

(اس روایت کی سند حسن صحیح ہے،)

اس روایت کی سند کی تحقیق مندرجہ ذیل ہے:

اس روایت کی سند کا پہلا راوی امام عبداللہ بن محمد بن عباس المکی الفاکہی ہے جن کے بارے میں امام ذہبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

الإِمَامُ، أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدِ بنِ العَبَّاسِ المَكِّيُّ، الفَاكِهِيُّ

(سیر اعلام النبلاء ج 16 ص 44 رقم 29)

امام ذہبی علیہ الرحمہ کے نزدیک لفظ "امام" اعلی درجہ کی توثیق میں سے ہے۔

(الموقظۃ للذہبی ص 76)

اس سند میں دوسرا راوی یحیی بن ابی طالب جعفر بن الزبرقان ہے جن کی توثیق مندرجہ ذیل ہے:

وقال ابن أبي حاتِم كتبتُ عَنْهُ مَعَ أبي، وسألتُ أبي عَنْهُ، فقال محله الصدق (تاریخ بغداد ج 16 ص 323 رقم 7464)

وَقَالَ البَرْقَانِيّ أَمرنِي الدَّارَقُطْنِيّ أَنْ أُخَرِّجَ لِيَحْيَى بنِ أَبِي طَالِبٍ فِي الصَّحِيْحِ (سیر اعلام النبلاء ج 12 ص 620 رقم 242)

وقال مسلمة بن قاسم ليس به بأس تكلم الناس فيه لسان الميزان ج 8 ص 452 رقم 8475

اس راوی پر ایک جرح ہے جس کی نوعیت بھی امام ذہبی علیہ الرحمہ نے بتا دی ہے
امام ذہبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:
وقال موسی بن هارون أشهد أنه يكذب عنى فى كلامه ولم يعن فى الحديث فالله أعلم والدارقطنى فمن أخبر الناس به
اور موسی بن ہارون نے کہا: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ یہ جھوٹ بولتا ہے، (اس کے بعد امام ذہبی کلام کرتے ہیں) اس سے مراد یہ ہے کہ اپنی گفتگو میں جھوٹ بولتا ہے اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ حدیث بیان کرتے وقت جھوٹ بولتا ہے، باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔ اور امام دارقطنی علیہ الرحمہ تو اس کے بارے میں سب سے زیادہ واقف تھے۔
میزان الاعتدال ج4 ص387 رقم 9547
امام دارقطنی علیہ الرحمہ نے توثیق کر دی ہے لہذا اب توثیق ہی راجح ہے۔ واللہ اعلم،
اس کے علاوہ الکنیٰ والاسماء للدولابی (ج2 ص464 رقم الحدیث 835)
میں اسی روایت میں اس راوی کی متابعت ثقہ راوی ابوالحسن علی بن معبد بن نوح البغدادی نے کر رکھی ہے اور حافظ دولابی حنفی بھی صدوق اور حسن الحدیث ہے ان پر جو جرحیں ہیں وہ ساری مبہم اور تعصب پر مبنی ہیں۔ (واللہ اعلم)
اس روایت کے تیسرے راوی ابوالمنذر اسماعیل بن عمر الواسطی ہیں جو صحیح مسلم کے راوی بھی ہیں جن کے بارے میں خطیب بغدادی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:
وکان ثقة (تاریخ بغداد ج6 ص241 رقم 3279)
امام یحیی بن معین فرماتے ہیں:
من تجار أهل واسط، ليس به بأس، وهو إسماعيل بن عمر
(تاریخ بغداد ج6 ص241 رقم 3279)
اس روایت کی سند میں چوتھے راوی عیسیٰ بن دینار الخزاعی ہے جس کی توثیق مندرجہ ذیل ہے۔
امام یحیی بن معین فرماتے ہیں:

لیس بہ بأس (سوالات ابن الجنید ص 427 رقم 640)

عیسی بن دینار ثقة (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج 6 ص 275 رقم 1527)

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

عِیسَی بْن دِینَار لَیْسَ بِهِ بَأْس (العلل ومعرفۃ الرجال ج 2 ص 339 رقم 2508)

امام ابوحاتم الرازی فرماتے ہیں:

عیسی بن دینار فقال صدوق عزیز الحدیث

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج 6 ص 275 رقم 1527)

اس روایت میں پانچویں راوی امام محمد بن علی بن الحسین الباقر علیہ الرحمہ ہیں ویسے یہ بزرگ ہستی توثیق کی محتاج نہیں پھر بھی امام ذہبی سے آپ کی ادنٰی سی توثیق پیش کر دیتا ہوں۔

امام ذہبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

هُوَ السَّيِّدُ، الإِمَامُ، أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بنُ عَلِيِّ بنِ الحُسَيْنِ بنِ عَلِيٍّ العَلَوِيُّ، الفَاطِمِيُّ، المَدَنِيُّ، وَلَدُ زَيْنِ العَابِدِيْنَ

(سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 401 رقم 158)

امام دارقطنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وَأَبُو جَعْفَرٍ وَإِنْ كَانَ مِنَ الثِّقَاتِ (سنن الدارقطنی ج 5 ص 243 رقم الحدیث 4260)

اس روایت کی سند میں سب سے آخری راوی اور بزرگ ہستی حضرت امام علی بن الحسین بن علی زین العابدین علیہ الرحمہ کی ہے ویسے یہ بزرگ ہستی بھی توثیق کی محتاج نہیں پھر بھی ادنی سی توثیق پیش کر دیتا ہوں۔

امام ذہبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وَكَانَ عَلِيُّ بنُ الحُسَيْنِ ثِقَةً، مَأْمُوناً، كَثِيْرَ الحَدِيْثِ، عَالِياً، رَفِيْعاً، وَرِعاً (سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 387 رقم 157)

رواۃ کی تحقیق سے واضح ہو گیا کہ اس روایت کی سند حسن صحیح ہے۔

محترم قارئینِ کرام:

یہ شخص یعنی مختار بن عبید ثقفی شیعوں کے ملحد فرقے کیسانیہ کا بانی تھا۔

جن کا ماننا تھا کہ امام معصوم اور گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔

یہ فرقے کے لوگ برخلاف (اثنا عشریہ) سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد جناب محمد بن علی الحنفیہ رضی اللہ عنہ کو امام معصوم مانتے تھے اور ان کے متعلق رجعت کا عقیدہ رکھتے تھے۔

اس کے علاوہ اس فرقے کے بنیادی عقائد میں بداء کا عقیدہ بھی شامل ہے یعنی اللہ جھوٹ بھی بول سکتا ہے اور نئے حالات کے پیش نظر قضائے الٰہی بدلتی رہتی ہے۔

علامہ شہرستانی لکھتے ہیں کہ

مختار ثقفی نے بداء کا عقیدہ اس لئے اختیار کیا تھا کہ وہ خود پر نازل ہونے والی وحی کے زیر اثر یا امام کے پیغام کی وجہ سے اپنے متبعین کے سامنے ہونے والے واقعات کا دعویٰ کرتا ہے اور اگر وہ واقعات اسی طور سے ظہور پذیر ہوجاتے ہیں تو وہ انہیں اپنے دعویٰ کی دلیل قرار دیتا ہے اور اگر ایسا نہیں ہوتا تو کہتا تھا کہ اللہ نے اپنا ارادہ بدل لیا۔

(الملل والنحل)

اس کے علاوہ مختار تناسخ ارواح کا بھی قائل تھا اور کہتا تھا کہ حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کی روح جناب محمد بن علی الحنفیہ رضی اللہ عنہما میں حلول کرگئی ہے۔



# مودودی کے عقائد اور نظریات پر ایک نظر

ڈاکٹر فیض احمد چشتی

محترم قارئینِ کرام:

جماعت اسلامی کے بانی ابوالاعلیٰ مودودی نے اپنی زندگی میں جس کام کو مقصود بنایا وہ انبیاء علیہم السلام، سلف صالحین اور اکابرینِ اُمت پر تنقید اور ان کی تنقیص ہی نہیں بلکہ

ان پر سے اُمت کے اعتماد کو ہٹانے کا کام کیا ہے۔

مودودی نا کوئی متقی باسند عالم تھا، نا کسی مدرسہ کے فارغ التحصیل تھے، نا کسی مستند عالم سے تعلیم حاصل کی، بلکہ خود ہی مطالعہ کر کے جو دماغ میں آیا وہ تاریخ میں لکھ ڈالا۔

یاد رہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے میعار کو تاریخ کی کتابوں سے نہیں تولا جاتا، بلکہ قُرآن و حدیث کی روشنی میں تولا جاتا ھے۔

اس لیے ''فتنہ مودودیت'' جو ظاہر میں اپنے آپ کو ''جماعت اسلامی'' کہلاتا ہے ایک ایسا فتنہ ہے کہ اس کے عقائد امت مسلمہ کے اکابرین کے خلاف ہیں۔

جماعت اسلامی کے بانی ابوالاعلی مودودی کی کتابوں اور رسالوں میں ایسی خطرناک باتیں موجود ہیں کہ جن سے ناواقف آدمی صرف گمراہ ہی نہیں بلکہ کفر میں بھی پڑ سکتا ھے

''جماعت اسلامی'' اور ''اسلامی جمیعت طلبہ'' کے کارکن نوجوانوں کو اپنی جماعت میں شرکت کی دعوت دے کر گویا کہ مودودی کے غلط عقائد کو اپنانے کی دعوت دیتے ہیں۔

فتنہ مودودیت پر الحمدللہ علماء کرام نے بہت زیادہ کتابیں لکھی ہیں، مگر اکثر وہ مدلّل و مفصل جوابات ہونے کی وجہ سے طویل ہیں۔

فقیر چشتی کے اس مختصر مضمون میں مودودی مذہب کا مطالعہ کر کے امت مسلمہ کو مودودیت کے فتنہ سے آگاہی ہوگی جس سے وہ اپنے آپ کو اس فتنہ سے بچائیں گے۔ ان شاءاللہ۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ہر فتنہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ابوالاعلی مودودی کے رد اور اس کے افکار باطلہ کو اجاگر کرنے والی علماء کی چند کتب

1 مودودی کی تفہیم القرآن کا جائزہ

(ازقلم: خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند نوری علیہ الرحمہ مولانا محمد وہاب خان قادری رضوی)

https//:t.me/maktabefikreraza/39849

2 آئینہ مودودی: (از: علامہ فیض احمد اویسی صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

https//:t.me/maktabefikreraza/39847

3 مودودی عقیدے:

(از: محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سردار احمد قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

https//:t.me/maktabefikreraza/39845

4 مودودی اور اسلام:

(از: علامہ شفیع اوکاڑوی نقشبندی صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

https//:t.me/maktabefikreraza/39843

5 مودودی حقائق:

(ازقلم: نائب محدث اعظم، زینت العلماء مفتی محمد صادق قادری رضوی)

https//:t.me/maktabefikreraza/39835

6 مودودی اور قرآن:

(از: خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند نوری علیہ الرحمہ مولانا محمد وہاب خان قادری رضوی)

https//:t.me/maktabefikreraza/39833

7 مودودی اور نظریۂ بغاوت: (از مفتی ظہور احمد جلالی)

https//:t.me/maktabefikreraza/39831

8 قہر معبودی بر جسارت مودودی:

(از: محب الرضا، مفتی حافظ محبوب علی خان قادری برکاتی رضوی لکھنوی)

https//:t.me/maktabefikreraza/37152

9 اسلام کا تصورِ الٰہ اور مودودی:

(از: شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی کچھوچھوی)

https//:t.me/maktabefikreraza/37142

10 آئینۂ مودودیت: (از: مفتی رضوان الرحمن)

https//:t.me/maktabefikreraza/37134

11 مودودی جماعت کیا ہے؟ (از: جناب اقبال احمد صاحب نوری)

https//:t.me/maktabefikreraza/37130

12 اسم گرامی عبد النبی اور ابوالاعلی مودودی (از مفتی ظہور احمد جلالی)

https//:t.me/maktabefikreraza/36911

13 جماعتِ اسلامی سے اختلاف کیوں؟ (از: صاحبزادہ محمد مظہر الحق بندیالوی)

https//:t.me/maktabefikreraza/34233

14 بھیڑ نُما بھیڑئے (از: امام المناظرین حضرت صوفی اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

https//:t.me/maktabefikreraza/39966

جماعتِ اسلامی، مودودیت

فرقہ جماعت اسلامی کا وجود ماہ شعبان ۱۳۶۰ ھجری مطابق اگست ۱۹۴۱ء کو ہوا۔

فرقہ جماعت اسلامی کے بانی کے حالات

ولادت ۲ رجب ۱۳۲۱ ھجری مطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۰۳ء میں حیدر آباد دکن کے شہر اورنگ آباد میں ہوئی، اگر چہ آپ کا خاندان دہلی میں آباد تھا۔

لیکن آپ کا بچپن اورنگ آباد میں گذرا۔

ابتدائی تعلیم گھر ہوئی اور جب گیارہ سال کی عمر ہوئی تو آٹھویں جماعت میں داخلہ ہو گیا، سترہ سال کی عمر میں اپنی صحافتی زندگی کا آغاز کر دیا تھا،

روزنامہ تاج جبل پور مسلم اور الجمیۃ دہلی کے ایڈیٹر بن گئے۔

۱۹۲۳ء سے خود ترجمان القرآن حیدر آباد سے جاری کیا اور یہ ۱۳۵۷ ھجری مطابق ۱۹۲۸ء میں ڈاکٹر اقبال کی دعوت پر پنجاب میں منتقل ہو گئے۔

۱۹۴۱ء میں جماعت اسلامی کے نام سے تحریک شروع کی جس کے امیر کافی عرصہ تک خود رہے۔

تمام اہلِ حق کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مودودی کی تحریرات جدید فتنہ انگریز* کا سامان مہیا کر رہی ہیں اور جب مودودی کے قلم سے* تفہیم القرآن، ترجمان القرآن، اور خلافت وملوکیت وغیرہ وُجود میں آئی، تو* تمام علماء نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔

مودودی کے گمراہ ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہوئی کہ انہوں نے دین کو کسی (عالم دین) سے پڑھا نہیں اور صرف اپنے مطالعہ پر اعتماد کیا، اس کے ساتھ ساتھ بدقسمتی یہ کہ* نیاز فتحپوری جیسے ملحد وزندیق آدمی کی صحبت بھی ملی،* اس کے ساتھ اللہ نے ان کو زورِ قلم اور شوخی تحریر کی آمیزش بھی دی، ایک طرف ذھن آزاد اور دوسری طرف قلم میں وہ طاقت کہ جس طرح چاہے اپنی تحریر کو موڑ لیں، اس وجہ سے ان کے قلم سے ایسی تحریرات سامنے آئیں کہ جن کی ایک مسلمان سے امید نہیں کی جاسکتی ہے۔

موت: مودودی کا انتقال ۲۸ شوال ۱۳۹۹ ھجری مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹ء میں ہوا۔

## مودودی کے نظریات وعقائد

عصمت انبیاء علیہم السلام

عصمت دراصل انبیاء علیہم السلام کے لوازم ذات سے نہیں ھے۔* نعوذ باللہ

(مودودی مذہب صفحہ ۳۰)

بعض انبیاء کرام علیہم السلام سے غلطیاں سرزد ہوئی ہیں

جیسے حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت داوٗد علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام۔

نعوذباللہ معاذاللہ (عقائد اسلام جلد ۱ صفحہ ۴۵)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے فیصلے بھی حجت اور معیار حق نہیں ہیں۔

استغفر اللہ معاذاللہ نعوذباللہ (ترجمان القرآن صفحہ نمبر ۵۸)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیار حق نہیں۔

نعوذباللہ استغفراللہ (دستور جماعت اسلامی صفحہ ۱۴)

قرآنی سورتوں کے نام جامع نہیں ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون استغفراللہ

(تفہیم القرآن حصّہ اوّل از ابوالاعلیٰ مودودی صفحہ 44 زیر عنوان سورۃ البقرۃ مکتبہ تعمیر انسانیت موچی دروازہ لاہور)

اِسلام فاشزم اور اشتراکیت سے مماثل نظام ہے جس میں خارجیت اور انارکزم تک کی گنجائش ہے۔(اسلام کا سیاسی نظام بحوالہ طلوعِ اسلام 1963ء صفحہ 13)

آنحضرت ﷺ نے قوت حاصل کرتے ہی رومی سلطنت سے تصادم شروع کر دیا۔استغفراللہ معاذاللہ نعوذباللہ

(حقیقتِ جہاد از مودودی صفحہ 65 تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور)

فرشتے تقریباً وہی چیز جس کو ہندوستان میں دیوی دیوتا قرار دیتے ہیں۔

معاذاللہ نعوذباللہ

(تجدید و احیائے دین تالیف ابو الاعلیٰ مودودی صفحہ 10 حاشیہ طبع چہارم مکتبہ جماعت اسلامی پٹھانکوٹ پنجاب،)

قرآنِ مجید میں نہ تصنیفی ترتیب پائی جاتی ہے نہ کتابی اسلوب۔

استغفراللہ معاذاللہ نعوذباللہ

(تفہیم القرآن دیباچہ صفحہ 20۔تالیف ابوالاعلیٰ مودودی مکتبہ تعمیر انسانیت موچی دروازہ لاہور)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے٭غلطیاں صادر ہوئیں.٭

استغفراللہ معاذاللہ نعوذباللہ (ترجمان القرآن جلد 33 نمبر 2 صفحہ 99)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قلب سے جذبۂ اکابر پرستی محو نہ ہو سکا۔

معاذاللہ نعوذباللہ (ترجمان القرآن جلد 12 عدد 4 صفحہ 295)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ غیر اسلامی جذبہ کے حدود کی تمیز نہ کر سکے۔

استغفر اللہ (ترجمان القرآن جلد 12 عدد 4 صفحہ 295)

اِسلامی تصوّف کے بنیادی نظریے میں بڑی بھاری غلطی موجود ہے۔

استغفر اللہ (ترجمان القرآن جلد 37 عدد 1 صفحہ 10)

بخاری شریف کی حدیثوں کو بِلا تنقید قبول کرلینا صحیح نہیں۔

نعوذ باللہ (ترجمان القرآن جلد 39 صفحہ 117۔ اکتوبر 1952ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر مصطفی کمال تک کی تاریخ کو اسلامی کہنا مسلمانوں کی غلطی ہے۔

استغفر اللہ (ترجمان القرآن جلد 2 صفحہ 7،)

اہل حدیث، حنفی، دیو بندی، بریلوی، شیعہ، سُنّی جہالت کی پیدا کی ہوئی اُمّتیں ہیں۔

(خطبات صفحہ 76 از مودُودی صاحب باب سوم صفحہ 128 اسلامک پبلیکیشنز لمٹیڈ لاہور)

مسلمان قوم کے نوسَو ننانوے فی ہزار افراد حق و باطل سے نا آشنا ہیں۔

معاذ اللہ (مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش از مودودی حصّہ سوم صفحہ 107۔ دفتر ترجمان القرآن پٹھانکوٹ بار سوم)

امام مہدی ایک نیا مذہبِ فِکر پیدا کرے گا۔

نعوذ باللہ (تجدید و احیائے دین صفحہ 33 تالیف ابو الاعلیٰ مودودی مکتبہ جماعت اسلامی پٹھان کوٹ پنجاب)

جمہوری اصول پر مبنی اسمبلیوں کی رُکنیت بھی حرام اور ان کے لیے ووٹ ڈالنا بھی

حرام ھے (رسائل ومسائل از ابوالاعلیٰ مودودی حصّہ اوّل صفحہ 274۔ اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور)

پاکستان، ناپاکستان، جنت الحمقاء اور مسلمانوں کی کافرانہ حکومت ہے جو مسلمانوں کی مرکب حماقت سے قائم ہوئی۔

استغفر اللہ (مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش صفحہ 129 تا 132۔ از ابو الاعلیٰ مودودی مکتبہ جماعت اسلامی پٹھان کوٹ طبع اوّل حصّہ سوم،)

قائداعظم رجلِ فاجر۔ (ترجمان القرآن فروری 1946ء صفحہ 140 تا 154)

جہادِ کشمیر ناجائز۔ (نوائے وقت 30/ اکتوبر 1948ء و ترجمان القرآن جون 1948ء)

حدیث میں صرف داڑھی رکھنے کا حکم ہے جتنی بھی رکھلی جائے حدیث پر عمل ہو جائے گا۔ (رسائل مسائل صفحہ ۳۰۷)

صاحبِ علم آدمی کے لیے تقلید ناجائز اور گناہ بلکہ اس سے بھی شدید تر چیز ہے۔

(رسائل مسائل جلد ا صفحہ ۲۴۴،)

میں نہ مسلک اہلحدیث کو اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ حنفیت یا شافعیت کا پابند ہوں۔ (رسائل مسائل جلد ا صفحہ ۲۳۵)

سجدہ تلاوت وضو کے بغیر بھی جائز ھے۔

نعوذ باللہ (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۱۶)

قرآن و احادیث کا مفہوم سمجھنے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ضرورت نہیں۔*

نعوذ باللہ (رسائل مسائل صفحہ ۳۰۷)

نبی ہونے سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی ایک بڑا گناہ ہو گیا تھا کہ* انہوں نے ایک انسان کو قتل کر دیا (استغفر اللہ معاذ اللہ نعوذ باللہ) (رسائل ومسائل صفحہ ۳۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق مودودی لکھتا ہے کہ:

صحرائے عرب کا یہ ان پڑھ بادیہ نشین دور جدید کا بانی اور تمام دنیا کا لیڈر رھے۔
استغفر اللہ معاذ اللہ نعوذ باللہ (تفہیفات صفحہ ۲۱۰)

ہر فرد کی نماز انفرادی حیثیت ہی سے خدا کے حضور پیش ہوتی ہے اور اگر وہ مقبول ہونے کے قابل ہو تو بہر حال مقبول ہو کر رہتی ہے۔خواہ امام کی نماز مقبول ہو یا نہ ہو۔
(مسائل صفحہ ۲۸۲)

خدا کی شریعت میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔جس کی بناء پر اہل حدیث، حنفی، دیوبندی، بریلوی، سنی وغیرہ الگ الگ اُمتیں بن سکیں یہ اُمتیں جہالت کی پیدا کی ہوئی ہیں۔
(خطبات صفحہ ۸۲)

اور تو اور بسا اوقات* پیغمبروں تک کو اس نفس شریر کی رہزنی کے خطرے پیش آئے
نعوذ باللہ (تفہیمات صفحہ ۱۶۳)
ابو نعیم اور احمد، نسائی اور حاکم نے نقل کیا ہے کہ
یہ چالیس مرد جن کی قوت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت کی گئی تھی.* دنیا کے نہیں بلکہ جنّت کے مرد ہیں اور جنت کے ہر مرد کو دنیا کے سو مردوں کے برابر قوت حاصل ہوگی ۔ یہ سب باتیں خوش عقیدگی پر مبنی ہیں اللہ کے نبی کی قوتِ باہ کا حساب لگانا مذاقِ سلیم پر بار ہے الخ۔
(تفہیمات صفحہ ۲۳۴،)

قرآن مجید نجات کے لیے نہیں بلکہ ہدایت کے لیے کافی ھے۔
استغفر اللہ (تفہیمات صفحہ ۳۲۱)
تیئس (۲۳) سالہ زمانہ اعلانِ نبوت میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے فرائض میں خامیاں اور کوتاہیاں سرزد ہوئیں۔

استغفر اللہ معاذاللہ نعوذباللہ (قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں)
جو لوگ حاجتیں طلب کرنے کے لیے خواجہ اجمیر یا مسعود سالار کی قبر پر یا ایسے

دوسرے مقامات پر جاتے ہیں زنا اور قتل کا گناہ کم ہے۔ یہ گناہ اس سے بھی بڑا ہے

استغفر اللہ (تجدید واحیاءِ دین صفحہ ۶۲)

اصولِ فقہ، احکام فقہ، اسلامی معاشیات، اسلام کے اصول عمران اور حکمت قرآنیہ پر جدید کتابیں لکھنا نہایت ضروری ہے* کیونکہ قدیم کتابیں اب درس وتدریس کے لیے کار آمد نہیں ہیں۔ استغفر اللہ۔ (تفہیمات صفحہ ۲۱۳)

## مودودی کی چند گستاخیاں اور بیباکیاں

خدا کی چال: ان سے کہو اللہ اپنی چال میں تم سے زیادہ تیز ہے۔

(تفہیم القرآن پارہ نمبر ۱۱ رکوع ۸)

نبی اور شیطان: شیطان کی شرارتوں کا ایسا کامل سدِّ باب کہ اسے کس طرح گھس آنے کا موقع نہ ملے۔ انبیاء علیہم السلام بھی نہ کر سکے۔* تو ہم کیا چیز ہیں کہ اس میں پوری طرح کامیاب ہونے کا دعوٰی کر سکیں۔ (ترجمان القرآن جون ۱۹۴۶ء صفحہ ۵۷)

ہر شخص خدا کا عہد ہے: مومن بھی اور کافر بھی۔

حتّٰی کہ جس طرح ایک نبی اس طرح شیطانِ رجیم بھی۔

(ترجمان القرآن جلد ۲۵ عدد ۱، ۲، ۳، ۴ ص ۶۵)۔

## نبی اور معیارِ مومن:

انبیاء بھی انسان ہوتے ہیں اور کوئی انسان بھی اس پر قادر نہیں ہوسکتا کہ ہر وقت اس بلند ترین معیار کمال پر رہے۔ جو مومن کے لیے مقرّر کیا گیا ہے۔ بسا اوقات کسی نازک نفسیاتی موقع پر نبی جیسا اعلیٰ واشرف انسان بھی تھوڑی دیر کے لیے اپنی بشری کمزوری سے مغلوب ہوجاتا ہے۔ استغفر اللہ معاذ اللہ نعوذ باللہ (ترجمان القرآن)

ایلچی: محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی وہ ایلچی ہیں۔ جن کے ذریعہ سے خدا نے اپنا قانون بھیجا۔

(کلمہ طیّبہ کا معنیٰ صفحہ نمبر ۹)۔(أَسْتَغْفِرُ اللہ)

## منکرات پر خاموش:

مکّہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کے سامنے بڑے بڑے منکرات (برائیوں) کا ارتکاب ہوتا تھا۔مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو مٹانے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اس لیے خاموش رہتے تھے۔(ترجمان القرآن ۶۵ء ص۱۰) استغفر اللہ معاذاللہ نعوذباللہ

محمدی مسلک ہم اپنے مسلک اور نظام کو کسی خاص شخص کی طرف منسوب کرنے کو ناجائز سمجھتے ہیں مودودی تو درکنار* ہم اس مسلک کو محمدی کہنے کے لیے بھی تیار نہیں ہیں۔

(رسائل ومسائل جلد ۲ صفحہ ۴۳۷)

بعض انبیاء علیہم السلام سے غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔(عقائد الاسلام:۵ ۱۴۔۲۶۵)

حضرت آدم علیہ السلام کی کوتاہیاں۔(ترجمان القرآن:۱۲۹، مئی:۱۹۵۵۔تفہیم القرآن:۳ ۱۳۳)

حضرت نوح علیہ السلام کی کوتاہیاں۔(تفسیر تفہیم القرآن، سورۂ ہود:۴ ۲۳۴)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کوتاہیاں۔(تفہیم القرآن، سورہ انعام:۷ ۱۵۵)

حضرت یوسف علیہ السلام کی کوتاہیاں۔(تفہیمات:۲ ۱۲۲)

حضرت داؤد علیہ السلام کی کوتاہیاں۔(تفہیمات:۲ ۴۲۔تفہیم القرآن:۷ ۳۲۴،)

حضرت یونس علیہ السلام کی کوتاہیاں۔(تفہیم القرآن، سورۂ یونس، حاشیہ:۱۲ ۳۱۲)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کوتاہیاں۔(ترجمان القرآن عدد:۲۹ ۴)

## مودودی کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید

عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید۔(خلافت وملوکیت طبع دوم اسلامی پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر تنقید۔(ترجمان القرآن:۳۰)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر تنقید۔ (ترجمان القرآن: ص: ۵۷، ج: ۱۲، عدد: ۴)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر تنقید۔ (خلافت وملوکیت: ۹۹۔ تجدید واحیائے دین ۲۳)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر تنقید۔ (خلافت وملوکیت: ۱۴۶)

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ پر تنقید۔ (خلافت وملوکیت: ۱۴۲)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پر تنقید۔ (خلافت وملوکیت: ۱۴۲)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تنقید۔

(ہفت روزہ ایشیاء لاہور: ۱۹ نومبر ۱۹۶۷ء)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر تنقید۔ (خلافت وملوکیت: ۱۲۵)

حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ پر تنقید۔ (خلافت وملوکیت: ۱۲۹)

## مودودی کے سلفِ صالحین رحمہم اللہ علیہم اجمعین پر اعتراضات

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض۔ (تجدید احیائے دین، چوتھا ایڈیشن: ۳۵،)

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض۔

(تجدید احیائے دین: ۷۳)

معجزہ شق القمر کا انکار کرنا۔ (ترجمان القرآن: ۳۲۔ مئی ۱۹۶۷ء)

دلیلِ نبوت صرف قرآن کا معجزہ ہے

(رسائل ومسائل: ۱۴۵، حصہ سوم، اشاعت اول بحوالہ ترجمان القرآن مارچ ۱۹۵۶ء،)

قادیانی کافر نہیں ہیں۔ (خط حوالہ: ۲۲۷۔ تاریخ: ۲۹۱۶۸ء)

ایصالِ ثواب گنہگاروں کے لیے نہیں ہے۔ (ترجمان القرآن فروری ۱۹۶۷ء، ص: ۲۷)

سحری طلوعِ فجر کے بعد بھی کھائی جاسکتی ہے۔ (تفہیم القرآن: ۱۱۴۶)

تقلید گناہ کی چیز ہے (رسائل و مسائل: ۴۴ ۱۲۴، طبع دوم)

داڑھی ایک مشت سے کم بھی رکھنا صحیح ہے۔ (رسائل و مسائل حصہ اول و دوم: ۳۰۷)

فقہ سے نفرت ہے۔ (حقوق الزوجین صفحہ ۹۸)

تصوف اور سلوک یہ ایک جاہلانہ طریقہ ہے۔ (تجدید و احیائے دین: ۱۲۳)

تفسیر بالرائے جائز ہے (تفہیمات: ۱۹۳۔ طبعِ چہارم)

صحابہ رضی اللہ عنہم معیارِ حق نہیں ہیں۔ (دستور جماعت اسلامی پاکستان: ۱۴)

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے فیصلہ بھی حجت اور معیارِ حق نہیں ہیں۔

(ترجمان القرآن جنوری: ۵۸)

اللہ عزوجل سے دعا کہ وہ جملہ اہلِ اسلام کو ہر قسم کے جدید فتنوں سے محفوظ رکھے آمین۔



# اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور فکرِ حقوق العباد

**ازقلم: محمد سلیم رضوی**

اولیاء اللہ چونکہ اللہ عزوجل کا حقیقی خوف رکھنے والے ہوتے ہیں اس لئے ان کی حیات کا ایک ایک لمحہ ہمیں فکر آخرت سے معمور نظر آتا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمہ کا شمار بھی اکابر اولیاء کرام میں ہوتا ہے احقر نے آپ کی سیرتِ طیبہ سے دو حکایات کا انتخاب کر کے اس لئے پیش کیں ہیں تا کہ ہم بھی اپنے بزرگوں کے نقوشِ قدم کی اتباع کرتے ہوئے فکر آخرت اور حقوق العباد کے حوالے سے سنجیدگی کا مظاہرہ کریں۔ امام اہل سنت علیہ الرحمہ کی حکایات ملاحظہ ہوں:

1. ایک مرتبہ شام کے وقت حسبِ معمول پان لانے میں دیر ہوگئی۔ کافی دیر میں ایک

بچہ پان لے کر حاضر ہوا۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا اور تقریباً دو گھنٹے ہو چکے تھے اور اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ افطار کے بعد صرف پان ہی پر اکتفاء فرماتے تھے۔ لانے والے بچے سے فرمایا: ''اتنی دیر میں کیوں لایا اور اس کو ایک چپت بھی رسید کر دی''۔

واقعہ تو گزر گیا مگر اعلٰی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بعد میں سوچا کہ میں نے غلطی کی کہ اس بچے کو ایک چپت رسید کر دی۔ لہذا رہا نہ گیا اور سحری کے وقت بچہ کو بلایا اور فرمایا: ''شام کو میں نے تمہیں چپت ماری تھی۔ حلانکہ قصور تمہارا نہیں بھیجنے والے کا تھا لہذا اب اس غلطی کا تدارک اس طرح ہوگا کہ تم بھی میرے سر پر چپت مارو اور سر سے ٹوپی اتار کر اصرار فرمایا۔ حاضرین یہ سب دیکھ کر حیران اور پریشان ہو گئے۔ بچہ بھی حیرت میں مبتلا ہو گیا اور عرض کیا:

حضور! میں نے معاف کیا، اس پر اعلی حضرت نے فرمایا: تم نابالغ ہو تمہیں معاف کرنے کا کیا حق؟ تم چپت مارو۔ مگر وہ نہ مار سکا۔ اس کے بعد اپنا (پیسوں والا) بکس نکال کر اس میں سے مٹھی بھر کر پیسے نکالے اور فرمایا: ''میں تم کو یہ اتنے پیسے دوں گا تم چپت مارو'' مگر وہ بچہ کہتا رہا حضور! میں نے معاف کیا۔

آخر کار جب اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیکھا کہ یہ بدلہ نہیں لے رہا تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سر مبارک پر بہت سی چپتیں لگائیں اور پھر اس بچے کو پیسے دے کر رخصت کیا۔

اللہ اکبر کیا ہی خوف آخرت ہے!۔ (فیضان اعلی حضرت، صفحہ 167۔ شبیر برادرز لاہور)

اس قدر احتیاط و تقوٰی کے ساتھ زندگی گزارنے کے باوجود وصال سے کچھ وقت پہلے حقوق العباد کے معاملے میں آپ کی جو کیفیت تھی اس کو پڑھ کر دل بھر آتا ہے۔

''فیضان اعلی حضرت'' صفحہ 440 پر ایک حکایت ہے:

''سید جعفر شاہ پھلواری اور ان کے بھائی شاہ غلام حسنین اجمیر شریف سے واپسی پر

بریلی رکے، پھر یہاں سے لکھنؤ جانے کا ارادہ کیا، آگے کی روداد انھی سے سنتے ہیں۔۔۔

ہم دونوں یہاں سے لکھنؤ پہنچنے کے ارادے سے ریلوے اسٹیشن کیلئے روانہ ہوئے، بگھی ابھی راستے ہی میں تھی کہ ٹرین نے سیٹی دی اور چل پڑی (یوں ٹرین چھوٹ گئی) جمعہ کا دن تھا، دریافت سے معلوم ہوا کہ اب بریلی میں کسی جگہ جمعہ نہیں مل سکتا، صرف ایک جگہ مل سکتا ہے جہاں خاصی تاخیر سے جمعہ ہوتا ہے۔

ہم لوگ اطمینان سے وضو کر کے روانہ ہوئے اور اس مسجد میں پہنچ کر دوسری صف میں بیٹھ گئے، مسجد جلدی پُر ہوگئی۔ ذرا دیر کے بعد دیکھا کہ ساری مسجد کے لوگ کھڑے ہو گئے اور فضاء درود کی آواز سے گونج گئی، دیکھا کہ ایک کرسی پر ایک بزرگ جلوہ افروز ہیں اور چند آدمی کرسی کو اٹھائے چلے آرہے ہیں۔

اگلی صف میں وہ ضعیف اور بیمار آدمی آکر بیٹھ گئے۔ اذان ہوئی خطبہ ہوا اور نماز کیلئے وہ بیمار کھڑے ہوئے تو اپنے ہاتھوں سے مضبوطی کے ساتھ اپنا عصا پکڑے ہوئے تھے، سجدہ ہوتا تو عصا زمین پر رکھ دیتے اور قیام کے وقت پھر عصا سنبھال لیتے۔

نماز ہوئی، سنتیں ہوئیں، تو دیکھا کہ ایک بڑا گاؤ تکیہ اُسی مسجد میں لا کر رکھ دیا گیا جس سے ٹیک لگا کر وہ بیمار شخص نیم دراز ہو گئے۔ میانہ قد۔۔۔ سر پر ہلکا بادامی عمامہ غالباً ٹسر کا۔۔۔ جسم پر عباء۔۔۔ داڑھی لمبی گھنی اور سفید۔۔۔۔ رنگ گندمی جسم دوہرا مگر اس وقت دُبلا۔۔۔ آواز رعب دار لیکن اس وقت رقت انگیز۔۔۔۔۔ اس کے بعد بیعت کا سلسلہ شروع ہوا۔۔۔۔ اور بیعت کے بعد اس ضعیف مریض نے اپنی نحیف مگر درد و اثر بھری آواز میں چند الوداعی کلمات کچھ اس طرح کہے:

میری طرف سے تمام اہل سنت مسلمانوں کو سلام پہنچا دو۔۔۔۔۔۔ اور میں نے کسی کا کوئی قصور کیا ہو تو میں بڑی عاجزی سے اس کی معافی مانگتا ہوں۔۔۔۔۔ مجھے خدا کے لیے معاف کر دو یا مجھ سے کوئی بدلہ لے لو، وغیرہ وغیرہ۔۔۔

اس وقت حاضرین چاروں طرف سے اس ضعیف کو گھیرے ہوئے تھے اور سب کے سب متاثر ہو رہے تھے کوئی سسکیاں بھر رہا تھا اور کوئی خاموش رو رہا تھا، میں ذرا سخت دل واقع ہوا ہوں، اس لئے میں نے کوئی اثر قبول نہ کیا لیکن میرے بھائی جو بڑے رقیق القلب تھے، ان وداعی کلمات سے خاصے متاثر ہوئے جس کا اظہار انہوں نے واپسی میں کیا۔ یہی پیر ضعیف تھے حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی۔

(فیضان اعلیٰ حضرت، صفحہ 641، شبیر برادرز لاہور)

یا اللہ حقوق العباد کے معاملے میں ہماری غلطیوں کوتاہیوں کو معاف فرما۔ آمین



## سیدی اعلیٰ حضرت کا درود پڑھنے کا منفرد انداز

محمد ساجد مدنی

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ کا مجموعہ بنام ''فتاویٰ رضویہ'' شریف کا مطالعہ کیا جائے تو آپ کی ایک عادت کریمہ سامنے آتی ہے کہ آپ جس طرح کی بحث کرتے ہیں چاہے عقائد کے لحاظ سے ہو یا مسائل کے اعتبار سے ہو اس کو شروع کرتے وقت حمد و ثناء کرنے کے بعد آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک کے صیغے بھی اسی بحث کے اعتبار سے ادا کرتے ہیں اور یہ خصوصیت آپ کے ساتھ خاص ہے کہ آج تک اس انداز سے درود پاک کسی نے نہیں لکھا۔

جیسے ''اجلی الاعلام ان الفتوی مطلقاً علی قول الامام'' یہ رسالہ اس متعلق ہے کہ فتوی ہمیشہ قول امام اعظم پر ہوگا چاہے صاحبین اختلاف کرتے اگرچہ آپ کے قول کے خلاف فتویٰ دیا گیا ہو در حقیقت وہ قول امام ہی ہوگا

اس رسالے کے شروع میں لکھتے

والصلاۃ و السلام علی الامام الاعظم للرسل الکرام

درود وسلام ہوں معزز رسولوں کے امام پر

یہاں بحث امام اعظم کے متعلق تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کے صیغے میں الامام الاعظم کے الفاظ لائے ہیں۔

اسی طرح ''الجود الحلو فی ارکان الوضوء'' یہ رسالہ ارکان وضو کے متعلق ہے تو یہاں درود پاک کے صیغے لائے

اللھم صل علی أفضل ارکان الایمان وسلم دائماً

اے اللہ! ایمان کے سب سے افضل رکن

(حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ہمیشہ درود وسلام نازل فرما۔

اسی طرح ''تنویر القندیل فی اوصاف المندیل'' یہ رسالہ وضو کے بعد اعضائے وضو کو کپڑے سے صاف کرنے کے بارے میں ہے تو یہاں درود پاک کے صیغے لاتے ہیں

والصلاۃ و السلام علی من کان مندیل سعدہ أحسن و أنفس من کل حریر ما سحین بقبولہ عن وجوھنا و قلوبنا کل درن و سخن للتنویر۔

جن کا رومال سعادت ہر ریشم سے حسین ونفیس تھا ان پر ایسے درود وسلام جوان کے قبول کے باعث ہمارے چہروں اور دلوں کو تابندگی بخشنے کے لئے ہر میل کچیل سے صاف کردیں اسی طرح: نبه القوم أن الوضوء من أی نوم یہ رسالہ اس متعلق ہے کہ نیند کی کونسی حالت میں وضوٹوٹ جاتا ہے۔

یہاں اس انداز میں درود پاک لکھتے ہیں:

أفضل الصلاۃ و السلام بعدد آنات کل یوم علی من لاینام قلبه فما کان وضوءہ لینتقض بالنوم و علی آله وصحبه الذین نبھوا فنبّھوا من نوم

الغفلۃ غفلۃ القوم

افضل درود وسلام ہوں ہر روز آنات کی تعداد کے مطابق اس ذات پر جس کا دل نہیں سوتا اور جس کا وضو نیند سے نہیں ٹوٹتا اور آپ کی آل اور آپ کے صحابہ پر جو خود بیدار ہوئے اور قوم کو خواب غفلت سے بیدار کیا۔

یہ چند مثالیں پیش کی ہیں بقیہ فتاوی رضویہ کا مطالعہ کریں تو اس میں 206 رسائل ہیں آپ کو ہر رسالے میں اسکے موضوع کی مناسبت سے بالکل منفرد انداز میں درود پاک کے صیغے لکھے ملیں گے یعنی سیدی اعلی حضرت نے 206 اعتبار سے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام پیش کیا ہے اور یہ سعادت صرف امام عشق ومحبت سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حصے میں آئی ہے۔

اللہ کریم ہمیں تعلیمات وافکار رضا سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



# قابلِ مطالعہ کتابیں

